تاریخ جماعت اسلامی (اول) ۱۹۸۹ء میں شائع کی تھی جو ایک اعتبار سے قیام جماعت کے پس منظر پر مشتمل ہے۔

اصل تاریخ زیر نظر حصہ دوم سے شروع ہوتی ہے جس میں تاسیس و قیام جماعت اسلامی سے لے کر قیام پاکستان تک جماعت کی دعوتی و تنظیمی پیش رفت، اس کے نشیب و فراز اور مختلف مراحل کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ کتاب کے حسب ذیل عنوانات اور ابواب پر نظرڈالیں تو اس کی جامعیت کا اندازہ ہوتا ہے: تاسیس و قیام جماعت، استقبال، جادہ و منزل، کاروان شوق، پہلا بحران، توسیع دعوت، نظریاتی استحکام اور تزکیہ و تربیت، تنظیم، مالیات، مخالفتوں کا ہجوم، جماعت اسلامی اور ہم عصر جماعتیں، اجتماعات، دارالاسلام، مرکز جماعت، پاکستان کی طرف ہجرت، مرحلہ ثانی کے ۶ برس---- کتاب کے آخر میں جماعت کا پہلا دستور، مولانا محمد منظور نعمانی کے نام مولانا مودودی کا خط، جماعت کی مجالس شوریٰ کے ارکان کے نام اور مختلف شعبوں کے ناظمین کے نام شامل ہیں۔ اس طرح مؤلف محترم نے موضوع کے جملہ پہلوؤں کا احاطہ کر لیا ہے۔

جناب آباد شاہ پوری کا شمار ایک وسیع المطالعہ، مشاق اور منجھے ہوئے اہل قلم میں ہوتا ہے۔ وہ اس سے پہلے مختلف علمی، تاریخی، دینی اور جماعتی موضوعات پر متعدد قابل قدر کتابیں شائع کر چکے ہیں۔ سید بادشاہ کا قافلہ، تحریک مجاہدین کے موضوع پر ان کی ایک بے مثل کتاب ہے۔ اسی طرح اشتراکیت اور اشتراکی دنیا کے حوالے سے ان کا تحقیقی کام بھی معرکے کا ہے۔ زیر نظر کتاب کی تالیف میں بھی آباد صاحب نے اپنی تصنیفی ہنرمندی اور طویل تالیفی تجربے کو بروے کار لاتے ہوئے ایک نہایت وسیع اور ہمہ جہت موضوع کو سمیٹ دیا ہے۔ اس ضمن میں انھوں نے ممکن حد تک دستیاب مواد سے خاطر خواہ استفادہ کیا ہے تاہم کہیں کہیں طویل اقتباسات کھٹکتے ہیں، خصوصاً باب ہفتم میں۔ ص ۳۰۶ پر جماعت کے ممتاز اصحاب کی فہرست دی گئی ہے جو شاید اب بھی نامکمل ہے۔ اس فہرست میں بعض اصحاب کے ساتھ "سابق وفاقی وزیر----" کے لاحقے اچھے نہیں لگتے کیونکہ یہ وزارتیں جماعت کے لیے کبھی باعث افتخار نہیں رہیں اور نہ انھیں حوالہ بنانا چاہیے۔ اسی طرح بعض دیگر مقامات پر دیے گئے گوشوارے اگر ضمیموں میں دیے جاتے تو بہتر تھا۔ کہیں کہیں کمپوزنگ میں بھی ناہمواری محسوس ہوتی ہے۔ ابتدائی ابواب میں اقتباسات کا ایک انداز ہے، جب کہ باب ہفتم سے ایک دوسرا انداز اختیار کیا گیا ہے۔ مگر اس سے زیر نظر کتاب کی اہمیت کم نہیں ہوتی۔ کتاب کے استناد کے سلسلے میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس کا مسودہ میاں طفیل محمد صاحب کا نظرثانی شدہ ہے۔ ان کے مشوروں کی روشنی میں جناب آباد شاہ پوری نے کتاب میں ترامیم اور اضافے کیے ہیں۔

آباد شاہ پوری کی زیر نظر کتاب، جماعت کی اندرونی ہیئت، مزاج اور نظم کے ساتھ اس کی ظاہری

جہتوں کو بھی نمایاں کرتی ہے۔ مطالعے کے دوران بہت سے معلومات افزا اور دل چسپ پہلو سامنے آتے ہیں۔ امید ہے کہ جماعت اسلامی کی تحریک سے دل چسپی رکھنے والے اصحاب، خصوصاً وہ لوگ جنھوں نے جماعت کے لٹریچر کا تفصیل سے مطالعہ نہیں کیا اور اس کے ابتدائی دور کی دعوت و تنظیم اور سرگرمیوں سے واقف نہیں ہیں وہ اس کتاب کے ذریعے بہت کچھ جان سکیں گے (رفیع الدین ہاشمی)۔

اہانت رسولؐ اور آزادی اظہار، ابوالامتیاز ع س مسلم۔ ناشر: مجلس نشریات اسلام، ناظم آباد نمبر۱، کراچی۔ صفحات: ۱۷۲۔ قیمت: درج نہیں۔

اس کتاب کا مقصد قانون توہین رسالتؐ پر کیے جانے والے اعتراضات کا جواب دینا ہے۔ بحث اس قانون کے خلاف مصنف کو موصول ہونے والے تین خطوط کے جوابات کی شکل میں ہے۔ اصل خط کتابت انگریزی میں ہے، یہ اس کا اردو ترجمہ ہے، جسے مزید دلائل و اسناد اور وضاحتوں کے ساتھ کتابی شکل میں شائع کیا گیا ہے۔ اپنے پہلے خط میں معترض (بقول خود: "ایک روشن خیال مسلمان") یہ کہتے ہیں کہ: "توہین رسالتؐ کے خلاف قانون قرآن میں کہیں نہیں ہے۔ احادیث انسانوں کی تحریر کردہ ہیں (یہ مسلمانوں کے تراش کردہ بت ہیں)۔ ان کی بنیاد پر کسی کو سزاے موت نہیں دی جا سکتی وغیرہ وغیرہ"۔

جواب میں جناب ع، س مسلم کی تحریر کا محرک اگرچہ عشق رسولؐ ہی ہے، مگر ان کی تحریر نری جذباتیت پر نہیں، بلکہ علم و استدلال پر مبنی ہے۔ مصنف نے ایک طرف تو قرآن کے مطابق حدیث کی اہمیت کو بیان کیا ہے، اور دوسری طرف ایک مسلم معاشرے کے لیے اس قانون کو ناگزیر قرار دیا ہے۔ پھر یہ بتایا ہے کہ اس قانون کی عدم موجودگی میں مسلمانوں کو کیا کیا ماوراے قانون اقدامات کرنے پڑے (یعنی غازی علم الدین شہید اور غازی عبدالقیوم شہید کے کارناموں کا تذکرہ ہے)۔ معترض نے اپنے دوسرے اور تیسرے خطوط میں اس طرح کی بحثیں چھیڑنے کی کوشش کی ہے کہ فساد تو دنیا میں بہت ہو رہا ہے، کیا ہر ایک کے تدارک کے لیے قتل ضروری ہے؟ پھر توہین رسالتؐ کے مرتکب افراد کو معصوم ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، اور کہا ہے کہ ان کی کتب کا علمی جواب دینا چاہیے تھا نہ کہ انھیں سزا دی جائے۔ جواب میں مسلم صاحب یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ سزائیں تو ملک کے خلاف غداری، تخریب کاری، جاسوسی، اور منشیات پھیلانے پر بھی دی جاتی ہیں۔ آخر توہین رسالتؐ پر ہی سزا کیوں ختم کی جائے؟ پھر چند مزید نکات کی وضاحت کی گئی ہے جو اس خط کتابت میں نہ آ سکے، مثلاً: قرآن کی رو سے تضحیک رسولؐ کا کفر ہونا، زمانہ رسالتؐ میں توہین رسالتؐ کی سزا کا نفاذ اور اس سزا پر اجماع امت۔

کتاب کا آخری (تہائی) حصہ بہائی کمیونٹی کی طرف سے پھیلائے جانے والے ایک مراسلے پر تبصرہ ہے،